کائنات الٰہی

اور

معرفتِ حق

مؤلف

الحاج قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔کام (عثمانیہ)

تفصیلات طباعت

نام کتاب	کائنات الٰہی اور معرفتِ حق
مؤلف	الحاج قاری محمد ارشاد علی
صفحات	۲۰
اشاعت	اپریل ۲۰۰۷
قیمت	مُفت
اہتمام	صاحبزادہ محمد طاہر علی
ای میل	islahitohfa@gmail.com

مزید موضوعات

http://archive.org/details/@islahi_tohfa

تنبیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۲۰۰۷/۴/۱۲

کائنات الٰہی اور معرفتِ حق

مخلوق سب کی سب عدمات ہے اور عدم، سراسر ظلمت اور شر ہے, ان میں خیر و کمال اور حُسن و جمال حضرت حق ہی کی طرف سے ہے۔ جس نے اپنی حقیقت کو شرارت اور عیب کے ساتھ جان لیا وہ ضرور ہی اللہ کو خیر و کمال، حُسن و جمال کے ساتھ پہچان لیا۔
عارف جان لے کہ نفس کی معرفت، عین معرفت ربّ
ہے۔ نفس کی معرفت کیا ہے؟ ذات کی معدومیت اور جمیع صفات عدمی سے متصف ہونا اور دوسری معرفت ربّ کی موجودیت اور جملہ صفات وجودی سے موصوف ہونا۔ یہہ تمام اشارات حق تعالیٰ کی صفات کی معرفت کے متعلق ہیں اور یہہ معرفت بھی حق تعالیٰ کی توفیق اور عنایت پر منحصر ہے کہ اس میں سے جسکو جتنا چاہا عطا کیا۔
توفیق الٰہی کے بغیر معرفت الٰہی میں سے لوگوں کا حصّہ عجز (helpless) کے سوا کچھ نہیں ہے۔ معرفت کا پہلا درجہ اپنی ذات سے بیزاری ہے۔ کائنات کا خالق اللہ ہے اور سائنس، حقیقت کی تلاش میں سفر کر رہی ہے۔ اور کائنات کی تحقیق کا مسافر، اِن سب میں تضاد نہیں دیکھتا۔ کائنات فہمی سے قرآن فہمی اور قرآن فہمی سے کائنات فہمی میں مدد ملتی ہے۔ ان میں باہمی اختلاف ناممکن ہے۔

سائنس کے نظریے بدل سکتے ہیں قرآن بدل نہیں سکتا اور سائنس بار بار اپنے سابقہ مُؤقف سے رجوع کرتی ہے اور آئندہ کرتی رہیگی۔ تخلیق اپنے آپ میں خالق کا ثبوت

ہے۔کائنات اتنا زیادہ بامعنی واقعہ ہے کہ یہ نا قابل تصوّر ہے۔کہ کسی کے بنائے بغیر وہ بن گئی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس معاملہ میں ہمارے لئے انتخاب "باخدا کائنات" اور "بے خدا کائنات" میں نہیں ہے بلکہ حقیقی انتخاب "باخدا کائنات" یا غیر موجود کائنات میں ہے۔کائنات کا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا ہے اور اگر خدا کو نہ مانیں تو خود کائنات کو غیر موجود ماننا پڑیگا۔ سائنس داں کا کہنا ہے کہ کائنات کا خالق ایک ریاضیاتی دماغ (mathematical mind) ہے۔

بِعثتِ رسول صلی اللہ علیہ و سلم

﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ [الجمعة :٢] وہی تو ہے جس نے اُمیوں کے لیےانہی میں سے (محمد ﷺ) کو پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔

پیغمبر کے چار صفات

(۱) "يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ" انہیں قرآنِ کریم پڑھ کر سناتے ہیں۔

(۲) "وَيُزَكِّيهِمْ" تزکیہ سے ہے، یعنی اخلاق رذیلہ سے پاک کرتے ہیں۔ عُجب (اپنے کو بڑا سمجھنا)، کبر، حسد اور گندے عقائد سے پاک کرتے ہیں۔

(۳) "وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ" قرآن مجید کا معنی سمجھاتے ہیں۔

(۴) "وَالْحِكْمَةَ" اور سنّت کی تعلیم دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مؤمن بندوں پر یہ احسان کیا کہ ہماری رہنمائی کیلئے ہم میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ہم کو پڑھ کر سناتا ہے۔ قرآن کی آیات اور سنوارتا ہے

ہمارے نفوس، ذہن، دل، آداب معاشرت اور اخلاق و کردار تاکہ اَلحِکمَه کے تحت قرآن میں دیے گئے اشاروں کی روشنی میں ہم تخلیقات کائنات کی ماہیت (حقیقت) اور اس میں پوشیدہ حکمت جو طبعیاتی اور اِدراکی ہی نہیں بلکہ مشاہداتی بھی ہیں، ان سے استفادہ کرنیکے لئے اپنے تفکر وتدبر و تحقیق کو بُروئے کار (میدان عمل میں) لائیں۔

اِنسانِی تَفَکُّرْ وَ تَدَبُّر کو جگانے کے لیے

﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [العنكبوت :٢٠]

کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی پچھلی پیدائش پیدا کرے گا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔
اللہ تعالیٰ نے یہ حکم بھی دیا کر ملکوں میں گھومو پھرو پھر دیکھو کہ خدا نے کیسی تخلیق کی ہے۔

محققین کی رہنمائی کیلئے

تم لوگ مثالوں کو غور کرو﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ [الزمر :٢٧] اور ہم نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

سارِی نعمتوں کو انسان کیلئے مُسَخَّر کر دیا

﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ [لقمان: ٢٠]

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کو خدا نے تمھارے قابو میں کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔

ہر جاندار پانی کا محتاج ہے

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ﴾ [الأنبياء: ٣٠] اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں۔ We made every living thing of water

﴿وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [النور: ٤٥]

اور خدا ہی نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا تو ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو دو پاوں پر چلتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو چار پاوں پر چلتے ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے

Allah has created every animal of water. of them is a kind that goes upon it's belly and a kind that goes upon two legs and a kind that goes upon four. Allah creates what he will to Allah is able to do all things.

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [فصلت: ٣٩]

اور (اے بندے یہ) اُسکی قدرت کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوئی یعنی خشک دیکھتا ہے۔جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی اور پھولنے لگتی ہے تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنیوالا ہے بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
تشریح: مذکورہ آیات سے یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ پانی کو خدا نے سبب زندگی اور اصل حیات بنایا ہے۔اُسی میں اور اُسی سے آغاز زندگی کیا گیا۔زندگی ہوا کے بغیر ممکن ہے لیکن پانی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔اس کا ثبوت وہ بیکٹیریا ہیں جنکو bacteria Anaerobic کہتے ہیں۔

Anaerobic bacteria are germs that can survive and grow where there is no oxygen

زمین پر کوئی بھی ایسا جاندار موجود نہیں ہے جسکے جسم میں پانی نہ ہو۔جسمِ انسانی کا ہر ایک خلیہ (Cell) اپنے اندر سے ۷۵ سے ۸۵ فیصد پانی لیا ہوا ہے۔خلیہ کے اندر جو بھی کیمیائی ردعمل (Chemical reaction) ہوتا ہے خواہ وہ تعمیری (Constructive) ہو یعنی Anabolism یا تخریبی (Destructive) ہو یعنی Calabolism یا ان دونوں کیلیئے خلیہ کے اندر موجود پانی ایک میڈیم کا کام کرتا ہے۔اگر پانی نہ ہو تو یہ دونوں عمل شروع ہی نہیں ہوتے اور خلیہ کے اندر زندگی باقی نہیں رہتی۔

Anabolism is the building-up aspect of metabolism, whereas catabolism is the breaking-down aspect.

Anabolism, Constructive matabolism
Catabalium, Destructive metabolism.

اس کے بر خلاف ایک بیج کا خلیہ (Cell) اسلئے افزائش Breeding نسل سے لا پروا (Dormaut) ہوتا ہے کہ اسکے خلیہ کے اندر پانی کی و مناسب اور ضروری مقدار جو مجود

نہیں ہوتی، جو اس کے اندر موجود Metabolism شروع کرنے یا دیگر الفاظ میں زندگی کا آغاز کرنے کے لئے چاہیے۔

فرمان خداوندی ہے کہ ہم نے آسمان سے پانی اُتارا اور مردہ زمین کو زندہ کیا۔ مردہ زمین کو زندہ کرنے سے مراد اسکی طبعی حالت یعنی physical condition کو بدل دینا ہے۔ جو پانی کی عدم موجودگی Absense میں پیڑ یا پودا، اناج وغیرہ اُگانے کی صلاحیت سے محروم تھا۔ اور بارش کے ہوتے ہی چند ہی دنوں میں ہر طرف سے ہریالی ہی ہریالی چھا جاتی ہے۔

خشک بے جان مٹی اور پانی

مردہ زمین کو زندہ کر دینے سے مراد کیا ہے؟ اسکو سمجھنے کیلئے تھوڑی سی خشک مٹی زمین سے اُٹھا کر خوردبین Microscope سے اسکو دیکھیں, پتہ چلے گا کہ مٹی میں لاکھوں بیکٹیریا Bacteria مختلف اقسام کے موجود ہیں۔ مگر سب کے سب خوابیدہ (Dormant) حالت میں ہیں یعنی سب کا مٹابالیزم صفر پر ہے۔ اب آپ اس مٹی میں تھوڑی سی نمی پانی کے ذریعے پیدا کر دیں، آپ دیکھے گے کہ بیکٹیریا بیدار ہو کر Active حالت میں آکر چلنے پھرنے لگینگے اور اپنے خلیہ (cell) میں Division کر کے افزائش نسل شروع کر دینگے۔ ایسا کیوں ہوا؟۔ اسلئے ہوا کہ بیکٹیریا کے جسم میں پانی داخل ہونے سے وہ ذریعہ اور واسطہ مل گیا جو اسکے اندر کیمیائی رد عمل کو شروع کر سکے حالانکہ پانی کے حاصل کرنے سے پہلے خلیہ کے اندر وہ تمام کیمیائی اجزار موجود تھے جو خلیہ کے لئے ضروری ہیں۔

پودا جب تک بیج ہے اسکو ہوا۔ پانی۔ روشنی اور مٹی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر بیج کو ۱۰ سال تک ہوا، پانی، مٹی اور روشنی نہ ملے تو بیج کی موت واقع نہیں

ہوتی۔ لیکن ۱۰ سال بعد اس کو نکال کر ایسی مٹی میں ڈال دیں جس میں نمی ہو تو ۴ سے ۶ دنوں میں زمین میں سے اس بیج کا اُکھوَا نکلے گا۔ کیونکہ اس کو ہوا، پانی، دھوپ مہیا ہوگئے، اُکھوَے کو کونپل (کونپل پودے کا وہ حصہ ہے جس میں پودے کی شاخ، شاخ میں پتے ابھر آتے ہیں) پتے بھی لگے، ایسے وقت میں اگر اسکی زندگی کے لوازمات مذکورہ میں سے کوئی ایک لازمہ کو چھین لیں تو پودہ سوکھ جاتا ہے اور اگر پھر سے لوازمات دیں تو پودا ہرا نہیں ہوتا ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ پودے کی موت ہو گئی اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ پودا جب تک بیج کی شکل میں تھا تو اسے آکسیجن اور پانی وغیرہ کی ضرورت نہیں تھی اسکے باوجود اس میں زندگی کی صلاحیت موجود تھی کیونکہ وہ صلاحیت خوابیدہ مرحلے (Dormant stage) میں تھی، جب اسکو پانی وغیرہ کے ذریعے Active کیفیت میں لایا گیا یعنی جب بیج کے خلیے لوازماتِ زندگی پا کر Cell division کا کام شروع کر دیے اور نمو یعنی Growth میں لگ گئے تو اس دوران اسباب زندگی چھین لئے گئے لہٰذا اسکی موت ہو گئی۔

پہلی حالت میں بیج کے اندر یعنی خلیے کے اندر کیمیکل ری ایکشن Chemical Reaction نہیں ہو رہے تھے یعنی اس پودے کا Metabolism صفر پر تھا۔ جبکہ دوسری حالت میں Cell میں کیمیائی رد عمل ہو رہے تھے۔ اور خلیہ Metabolism Active میں تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ Active Metabolism کے درمیان اگر آکسیجن یا پانی روک لی جائے تو موت ہو جائیگی۔

HYBERNATION IS AN EXAMPLE OF ZERO METABALISM

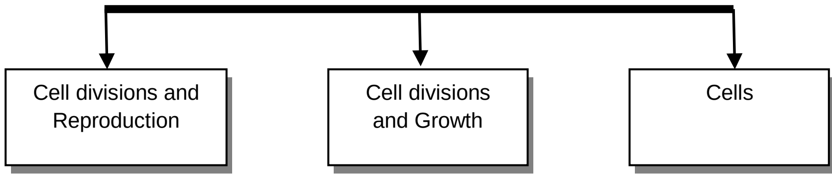
چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ مینڈک (frog) اپنے آپ کو ۴ ماہ یا اس سے بھی زیادہ عرصے تک مٹی کے نیچے اسطرح چھپا لیتا ہے کہ اگر اسکو ہوا، پانی، غذا وغیرہ نہ بھی ملے تو زندہ رہیگا۔ برسات کے ساتھ ہی باہر نکلیگا۔ علم الحیوانات (Zoology) کی اصطلاح میں اسکو

HYBERNATION کہا جاتا ہے۔ دراصل یہ Zero Metabolism کی مثال ہے۔ جسکو درجہ بدرجہ اپنے میں بھی پیدا کیا جا سکتا ہے ۔ ہندوستان کے کچھ یوگیوں نے یہ عمل کرکے بتلا دیا کہ ایسا کرنا ممکن ہے۔ اس عمل سے زندہ انسان اپنے جسم کو جو کہ ایکٹیو میٹ بالیزم Active Metabolism پر ہوتا ہے دھیرے دھیرے passive Metabolism کی طرف لاتا ہے، یہاں تک کہ اسکو صفر تک پہنچاتا ہے۔ اس حالت میں پہنچ کر خلیے(Cell) کے اندر ہونے والے کیمیائی رد عمل ماند inactive پڑ جاتے ہیں اس دوران وہ لوازمات زندگی کو بھی یعنی اکسیجن , غذا پانی وغیرہ کو بھی دھیرے دھیرے کم کرتا ہے کیونکہ اگراچانک بند کر دے تو موت واقع ہو تی ہے۔ ایک مردہ جسم کافی ٹھنڈا ہوتا ہے اور زندہ جسم کافی گرم، یہ فرق دراصل Cell کے اندر ہونے والے کیمیائی رد عمل یعنی میٹا بالیزم کا نتیجہ ہے اسی طرح اگرانسان کام کرتا ہے تو جسم گرم ورنہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔

زندگی خدائی مُعَمَّہ ہے

اس کائنات میں پُر اسرار اگر کوئی چیز ہے تو وہ حیات ہے۔ انسان کائنات میں منتشر سیارے اور ستارے اور کہکشانوں کی ماہیت بناوٹ وغیرہ کا پتہ لگانے میں کسی حد تک کامیاب ہو چکا ہے، مگر اپنی ہی زمین پر موجود زندگی کے رازوں کو سمجھنے سے قاصر ہے
کس طرح مادے کے چند جوہر (ATOM) ایک خاص تناسب میں جڑ
کر خلیہ (Cell) بناتے ہیں اور خلیہ کا کیمیکل ایکشن کس طرح بند ہوتا ہے جس کے نتیجے میں Cell بِکھر کر زندگی سے محروم ہو جاتا ہے، اور خلیوں کا وہ کون سا تناسب ہے جس نے پتھر کو بے جان اور گوشت کے ٹکڑے کو جاندار بنا رکھا ہے۔ یہ سب ایک خدا ہی مُعَمَّہ (پوشیدہ بات) ہے اور نا قابل فہم ہے۔

علم حیاتیات (Biology) کے مطابق جانداروں اور بے جان میں تفریق مندرجہ ذیل نکات سے کی جاتی ہے کہ



خَلیہ :- (Cell) تمام جانداروں کی ساخت اور فعل کی اِکائی ہے۔ آسان الفاظ میں جس طرح مکان اینٹوں سے مل کر بنتا ہے اور اینٹ ہی مکان کی بنیادی اکائی ہے۔ اسی طرح انسان اور تمام جاندار، خلیوں سے مل کر بنتے ہیں اور خَلیہ ہی انسان اور تمام جانداروں کی بنیادی اکائی ہے, جبکہ بے جان اشیاء ان خلیات سے خالی ہوتے ہیں۔

Cell division & Growth :-(تقسیم خلیہ اور نمو) جاندار کے جسم کے چند خاص خلیے منقسم (Divide) ہو کر اپنی تعداد بڑھاتے ہیں اور یہ عمل زندگی میں ہوتا رہا ہے یہی نمو یعنی Growth کا سبب ہے لیکن بے جان میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

Cell division & reproduction:- جاندار جسم کے چند خاص خلیے منقسم یعنی مادہ منویہ (Sperm Cell) کے خلیے اپنے ہی جیسا پیکر یعنی جسم (حیوانی یا نباتی) بنا نیکی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جیسے کسی پھل کا بیج جو چند خلیوں سے بنا ہے اس میں ایک طویل شجر اگانے کی صلاحیت ہوتی ہے یا انسانی مادہ منویّہ کا ایک حقیر بوند جس میں لاکھوں جاندار (Sperm Cell) ہوتے ہیں اور جن میں سے ہر ایک میں ایک مکمل انسان بنانیکی صلاحیت ہوتی ہے، جبکہ جسم کے دوسرے خلیوں میں صرف اپنے ہی جیسا دوسرا خلیہ بنانیکی صلاحیت ہے لیکن مکمل انسان یا درخت پیدا کرنیکی صلاحیت نہیں ہے۔

خلیہ (Cell) کی دریافت اور علم حَیاتیات میں انقلاب

جب تک خورد بین (microscope) کی ایجاد نہیں ہوئی تھی تب تک سائنس دانوں نے نباتات کو بے جان سمجھ رکھا تھا، مگر اِسکی ایجاد سے علم حیاتیات (Biology) میں ایک انقلاب آیا، چنانچہ Cell کی دریافت ہوئی اور سائنس دانوں نے اسکی وہی حیثیت قرار دی جو حیثیت کسی عمارت میں ایک اینٹ کی ہوتی ہے بہر حال Cell کسی بھی جاندار یا پودے کے جسم کی چھوٹی چھوٹی جاندار اکائیاں ہیں جن سے مکمل جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔

Cell خود سانس لیتے ہیں کھانا کھاتے ہیں فضلات خارج کرتے ہیں اپنے جسم کے اندر گرمی پیدا کرتے ہیں غرض کہ ایک مکمل انسان کا عمل صرف ایک خلیہ میں دیکھا جاسکتاہے۔ایک اوسط قدو قامت کے انسانی جسم میں ان خلیات کی تعداد ایک کروڑ ارب کے قریب ہیں ، اور ایک ہی خلیہ سے یہ تمام خلیے اربوں کی تعداد میں بنتے رہتے ہیں، کروڑوں خلیے روزانہ انسانی جسم میں ختم ہوتے رہتے ہیں اور نئے خلیے بنتے رہتے ہیں۔ جسم کا ہر خلیہ اپنی ذمہ داری پوری کرتا رہتاہے۔

خلیہ کا تجزیہ اور اُس کا عمل ..... ایک نظر

سائنس دانوں نے جب خلیہ کی بناوٹ کا تجزیہ کیا تو محسوس کیا کہ Cell اور کچھ نہیں ہے بلکہ ہزاروں جوہروں (ATOMS) کا ایک خاص ربط اور ایک خاص تناسب (Proportion) ہے، جو ایک خاص انداز سے جُڑ کر خلیہ (Cell) بن جاتا ہے۔اور پھر ایک خاص کام انجام دیتا ہے جو اِس ربط سے قبل ایٹم کے اندر نہیں تھا، مگر اب خلیہ (Cell) بننے پر اس میں عمل شروع ہو گیا۔ جیسے

سانس لینے کا عمل پہلے ایٹم (جوہر) میں نہیں تھا مگر اب Cell بن جانے پر اِس میں عمل شروع ہو گیا۔ یہ سارے ایٹم جب بکھری ہوی حالت میں تھے تو انھیں غذا کی ضرورت نہیں تھی جب وہ اپنے کو خلیہ بنائے تب غذا کی حاجت ہوئی، اِس طرح اس ترکیب سے قبل افزائش نسل (Reproduction) کا کچھ بھی خیال نہیں تھا، اب یہ ہر منٹ پر خلیوں میں تقسیم کا عمل (Cell divisions) یعنی ایک خلیہ سے دو، دو سے چار وغیرہ ہونے کا عمل شروع ہو گیا۔ آخر یہ خاص کیفیت ان کے اندر کیسے پیدا ہو گئی جبکہ تھوڑی دیر قبل یہ بے جان تھے۔ مگر اب ان میں حرکت ہے چل پھر رہے ہیں۔

جوہروں سے (ATOMS) سے خلیہ (Cell)

اور

پھر دونوں کے خلیوں کے میل سے نُطفہ

(۱) ﴿مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ﴾﴿مِن نُّطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ﴾ [عبس : ۹-۸]

اُسے (خدانے) کس چیز سے بنایا؟ نطفے سے بنایا پھر اس کا اندازہ مقرر کیا۔

(۲) ﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ﴾ [الانسان : ۲]

ہم نے انسان کو نطفۂ مخلوط سے پیدا کیا تاکہ اسے آزمائیں۔(دنیاامتحان گاہ ہے اور عمرامتحان کی مدت ہے)

(۳) ﴿أَلَمْ نَخْلُقكُّم مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ﴾﴿فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ﴾

[المرسلات : ۲۰-۲۱] کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا؟ اس کو ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔ یعنی رحم مادر میں۔

(۴) ﴿خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ﴾﴿يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾

[اطارق :۷-۶] وہ اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کے بیچ میں سے نکلتا ہے۔

(۵) ﴿خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ [العلق :۲] جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔

سائنس دانوں نے جب خلیہ (Cell) کے سارے جوہروں (Atoms) کو بکھیر دیا تو یہ پہلے کی طرح بے جان ہو گئے نہ حرکت نہ غذا کی ضرورت نہ ہوا کی حاجت اور نہ افزائش نسل کا کام، لیکن جیسے ہی ہزاروں ایٹموں سے ایک خاص ربط اور تناسب سے ایک Cell بن جانے پر اس میں سانس لینے کا عمل، غذا حاصل کرنے کا عمل شروع ہو گیا اور افزائش نسل کرتے کرتے ان کی تعداد جب کھربوں تک پہنچی تو وہ ایک خاص انفرادیت کا حامل ہو گیا اسکے اندر کچھ خاص خاص عمل بھی پیدا ہو گئے اب یہ بولتا ہے، روتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے، غور و فکر بھی کرتا ہے، جذبات بھی رکھتا ہے، اس میں صبر بھی ہے، حلم بھی ہے، غصہ بھی ہے، کِبر بھی ہے، علم اور احساسات بھی ہے، ﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا﴾ پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیز گاری کرنے کی سمجھ دی۔

اب انسان اپنی ابتدائی کیفیت پر غور کرے جبکہ وہ اسکے باپ کے صُلب (ریڑھ کی ہڈی) میں ایک Cell کی حیثیت سے تھا اور اس سے قبل چند ایٹم کی کیفیت میں تھا۔

خلیے سے ابتداء، اور کامل انسان اس کی انتہاء

سائنس داں حیرت میں تھے کہ رحم مادر میں پلتا ہوا ایک Cell یعنی کے fertilized ovum جو مرد کے sperm اور عورت کے بیضہ (ovum) کے باہم ملاپ سے وجود میں آتا ہے کس طرح علم کا سمندر اپنے میں رکھتا ہے۔

کوئی سائنس داں، کوئی مُوجِد (inventor) کوئی فلسفی، کوئی مُدبّر، کوئی مفکر، کوئی اپنے باپ کے خصوصیات اپنے میں لیکر پیدا ہوتا ہے، تو کوئی غیر معمولی صحت کا مالک ہے ،اور یہ سارے کا سارا معلومات کا سمندر ایک خلیہ کے اندر ہے۔ اور جب یہ خلیہ اپنے کو تقسیم کر کے ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں پہونچتا ہے تو ان ہی میں سے چند خلیے ملکر کسطرح سے کوئی دل بن جاتا ہے اور کچھ خلیے ملکر چند گُردے اور کچھ اعصابی نظام nervous system تو چند خلیے ملکر ہڈیاں اور چند گوشت و پوست یہاں تک کہ ۹ ماہ ہوتے ہوتے پورا پیکر انسانی وجود میں آجاتا ہے اور یہ سارے کا سارا information صرف ایک خلیہ (Cell) میں تھا۔ کہ اس کارخانے میں ہر مزدور کے ذمہ کیا کام کرنا ہے کس کو جِگر بناتا ہے اور کس کو آنکھ اور کس کو کان اور کس کو بال وغیرہ۔

Cell & Electronic Microscope

Electronic کے میدان میں جب سائنس داں نے Microchips کی ایجاد کی توانکی خوشی کی انتہاء نہ رہی اور انھوں نے دعوی کیا کہ ایک بالکل چھوٹے سے CHIP میں وہ اتنے زیادہ بجلی کے Micro Circuits بناسکتے ہیں کہ انکو کمپیوٹر میں استعمال کر کے ایک سینٹی میٹر کے حجم کے برابر کے کمپیوٹر میں ایک بڑی کتاب کے سارے معلومات جمع کر سکتے ہیں مگر جب حیاتیات کے ماہرین نے Electronic Microscope ایجاد کر کے Cell کے اندر معلومات کا بحرِ بے کراں دکھلایا توانکی شرمندگی کی انتہاء نہ تھی یہی وہ مرحلہ ہے اور وہ مقام ہے جہاں انسان اپنی کم مائیگی کو محسوس کرتا ہے۔ اور دل گواہی دیتا ہے کہ ہم سے بڑا کوی صَنّاع موجود ہے۔

Genetic Engineering کے سائنس دانوں نے جب خلیہ کا بغور جائزہ لیا تو انھوں نے پایا کہ یہ سارے کا سارا Information،CODE یعنی اشارہ میں لکھا ہوا ہے جسے Gene

کہا جاتا ہے۔ جو دراصل چند ATOM سے ملکر بنے ہوتے ہیں اور یہ خلیہ کے اندر ایک ڈبّہ میں بند ہوتے ہیں جسکو NUCLEUS کہتے ہیں۔

What is Gene: -
Unit of heredity in Chromosome, controlling a particular inherited characteristic of an individual.
what is Chromosome: - Structure Occuring genetic information in the form of genes.

ماہرین حیاتیات نے gene کی دریافت کی، جو باہم رَسّی کی طرح بل کھائے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ ہر جاندار کے جسم کے ہر خلیہ میں ہوتے ہیں اس CODE کو پڑھنے کی یعنی DECODE کرنیکی کوشش کی جارہی ہے، اور ہزاروں سائنس داں اس امر الٰہی کو جاننے کیلئے دن رات سر گرداں ہیں۔

کسی قدر کامیابی یہ ہوئی ہے کہ انھوں نے نباتات کے gene کے ایٹم (ATOM) کو تھوڑا بہت اُلٹ پُلٹ کر کے اناجوں کی ایک نسل سے دوسری نسل کے اناج اگانے میں کامیاب ہوگئے ہیں، مگر یہ سب کچھ gene کے code کو Decode کئے بغیر یعنی بغیر پڑھے بغیر جانے کیا جا رہا ہے۔ اب تک اسکی مکمل معلومات انسانی قوت سے باہر ہیں۔ ﴿وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾

ایک ایک خلیہ حیوانی یا انسانی کے اندر پورا نظام زندگی موجود ہے

ایک مثال: ایک ہرا پتہ جو پیڑ کی ڈالی پر ہو اُسکے اندر موجود لاکھوں خلیے اپنے اپنے افعال انجام دیتے ہیں۔ اور ہر ایک خلیہ کے اندر اُس کا NUCLEUS ہے جو کہ اس خلیہ کا مرکز ہے اور تناسلی نظام (Reproductive system) ہے، ہر خلیہ کے نئے نئے خلیے اس

سے بنتے ہیں اور بنتے چلے جاتے ہیں اور ہر خلیہ کے اندر اسکے اپنے پھیپھڑے ہیں اور وہ اپنے کام میں ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد پتہ شاخ سے گر کر ٹوٹ کر زمین پر گر جاتاہے۔ اسکو اگر آپ خوردبین Microscope سے دیکھیں تو مذکورہ بالا تمام چیزیں پتہ ہیں تو موجود ملینگے لیکن اُن کے تمام کام بند ملینگے، نہ تو سانس لینے والے خلیے سانس لے رہے ہیں اور نہ تو تناسلی نظام اپنا کام کر رہا ہے یہ سب تبدیلی کس طرح ہوئی ؟ اسکو جاننے کیلئے Bio-Chemistry کے سائنس دانوں کا تعاون حاصل کیا گیا ان کا کہنا ہے کہ جب تک پتہ شاخ پر تھا اُس وقت تک کیمیائی رد عمل ہو رہا تھا اسکے ہر CELL کو وہ کیمیائی غزامل رہی تھی جسکی انھیں ضرورت تھی۔ ادھر غذا بند ہوں ادھر اعمال (Functions) بند ہو گئے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیمیائی غذا کیا تھا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہی چند ایٹم (ATOMS)، ہائیڈروجن (Hydrogen) کے، آکسیجن کے (oxygen)، کیلشیم (calcium) کے، پوٹاشیم (Potassium) کے، نائٹروجن (Nitrogen) کے، اور کاربن (Carbon) کے جو ایک خاص متوازن انداز میں جڑوں سے پتوں تک پہنچ رہے تھے جیسے ہی توازن میں فرق پیدا کر دیا گیا، کیمیائی عمل یعنی شماعی ترکیب یعنی (photosynthesis) پتے کے اندر بند ہو گیا یعنی پتے کے خلیہ کے اندر بند ہو گیا

Photosysnthesis is a process in which energy of sunlight is used by green plants to form complex substances from carbon dioxide and water.

ایک سوال کہ کیمیائی عمل کیوں رُک گیا ؟ سائنس داں اس کا جواب نہیں رکھتے، البتہ اسکی وضاحت یہہ کرتے ہیں کہ یہ دراصل دو سے زیادہ ایٹمی ذرّات کے قریب ہونے سے اور ایک ATOM کے باہر گھومتے ہوئے الکٹرون کا دوسرے ایٹم پر چھلانگ لگانے

سے ہوا۔ گویا یہ سب الکٹرون (ELECTRON) کے اپنے مدار سے ہٹنے سے ہوا, کیونکہ اِن سے الکٹرون کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ الکٹرون جب تک اپنے مدار پر گھومتے ہیں اپنے اندر ایک مخصوص حرارت رکھتے ہیں اور ایک مخصوص توانائی رکھتے ہیں اور جس وقت یہہ الکٹر ان چھلانگ لگاتے ہیں تو فاضل توانائی (Energy)ایٹم سے باہر نکل جاتی ہے اسکوایک مثال سے سمجھیں۔

آپ سوڈے سے ہاتھ دھوتے ہیں تو گرمی محسوس کرتے ہیں، اسی طرح جب پٹاخے میں آگ لگاتے ہیں تو اسکے اندر کی توانائی (Energy) جو بارود میں ہوتی ہے، وہ گرمی آواز اور روشنی کی شکل میں باہر نکل پڑتی ہے سائنسی اصطلاح میں اسی وجھ سے الکٹرون کے مدار کوEnergy level کہا جاتا ہے اب پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ الکٹرون اپنا مداد سے کیوں چھلانگ لگتا ہے؟ وہ کون سی قوت ہے جو اُس کو چھلانگ لگنے پر مجبور کرتی ہے؟ اسکے جواب میں سائنس داں خاموش ہیں۔

ظاہر ہے کہ اسکا جواب اُس کے پاس ہے جس نے ایٹم کی تخلیق کی، جس نے چند ایٹموں کو ایک خاص تناسب سے ملا کر خلیہ بنایا اور جو خلیہ کی کاریگری اور کارکردگی کا خالق workmanship & performance۔ہے

انسان کا عجز

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کی بساط اور قابلیت کو سمجھانیکے لئے ایک خوبصورت انداز میں قرآن میں طنز فرمایا کہ اگر سارے انسان بھی مل کر ایک مکھی (FLY) بنانا چاہے تو نہیں بنا سکتے۔ مکھی کی مثال تو اللہ تعالیٰ نے اسلئے دیا کہ اُس زمانے میں ایٹم (ATOM) یعنی جوہر اور خلیہ (Cell) جیسی باتیں عام سمجھ سے اونچی تھی۔ ورنہ حقیقی بات تو یہ ہے کہ ایک مکھی (FLY) ہزاروں خلیوں پر مشتمل ہوتی ہے اور ہر Cell ہزاروں

جوہروں (ATOMS) کے ذرّات پر مشتمل ہوتا ہے۔ان میں سے صرف اور صرف ایک ایٹم کو بنالینا انسانی طاقت سے باہر ہے اور پھر خلیے کے اندر چھپے ہوئے علم کا جان لینا اور بھی مشکل کام ہے۔ مکھی کا بنالینا تو ایک بڑی بات ہے اور اسکی مثال سمجھانیکے دیگئی ہے۔

﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾ (تو خدا جو سب سے بہتر بنانے والا بڑا بابرکت ہے)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِن يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ [الحج :٧٣]

لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ اس کے لئے سب مجتمع ہوجائیں۔ اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے تو اسے اُس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب یعنی (عابد اور معبود دونوں) گئے گزرے ہیں

O mankind! A parable is related to you: so listen to it. The deities, whom you invoke instead of Allah, cannot create a fly even though they may all combine together for this purpose. Nay ! if a fly snatches away something from them, they cannot get it back from it. How weak are the suppliants and how weak those whom they supplicate.

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف وجملہ معاونین و اہل وعیال کو اجر کثیر سے نوازے اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔

بھٹکے ذہن اور بہکے قلم سے دوری چاہتے ہوئے راقم اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہے کہ وہ راقم کی علمی خدمت کو قبول فرمائے۔ ناظرین بھی راقم الحروف کیلئے دعافرمائیں:

مؤلف

الحاج قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔کام (عثمانیہ)

ڈی۔یف۔ی۔ ناگپور کالج

" مولف کتاب "اصلاحی تحفہ" خادم تدریس القرآن باہتمام

باہتمام

صاحبزادہ محمد طاہر علی